امام طبریؒ[1]

○ ——— مولانا عبدالخالق صاحب قدوسی. مدرسہ دارالحدیث چینیانوالی۔لاہور

باکمال اور عظیم لوگوں کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان کے مداحین ان پر جان قربان کرتے ہیں۔ اور مخالفین ان کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں، ہر دلعزیزی اور مرنجانِ مرنج کو عظمت سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم تاریخ کے آئینہ میں جھانکتے ہیں تو ہر عظیم شخصیت کو مخالفین کے پیدا کردہ مصائب و آلام میں گرفتار پاتے ہیں۔ وہ بڑی سے بڑی مصیبت کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے ہیں۔ قید و بند کی صعوبتیں، تجلید و تغریب کی اذیتیں .... اور دار و رسن کی آزمائشیں ان کے پائے استقامت میں لغزش نہیں پیدا کر سکتیں۔ وہ مرکر بھی زندہ رہتے ہیں۔

انہی عظیم شخصیتوں میں ابن جریرؒ کی عظیم ہستی ہے جن کی داستانِ الم سنانے کے لئے زبانِ قلم کو حرکت میں لا رہا ہوں۔ وہ اس اعتبار سے انتہائی مظلوم ہیں کہ پونے گیارہ سو سال گذرنے کے بعد اب بھی وہ اسی طرح نشانۂ ظلم و ستم ہیں جس طرح کہ پہلے تھے۔

حنابلہ اور ابن جریرؒ

آپؒ کے مخالفین میں حنابلہ سرِفہرست تھے۔ بغداد میں انہی کا زور تھا۔ عوام کی اکثریت انہی کے ساتھ تھی۔ اسی عوامی تائید کے بل بوتے پر علماء حنابلہ دلائل کی نرمی کو مزاج کی گرمی سے پورا کرتے۔ جس کی مثالیں کامل ابنِ اثیر اور البدایہ والنہایہ میں بکثرت موجود ہیں۔

علامہ ابن جریرؒ اگرچہ تولداً طبری آملی تھے۔ لیکن بغداد کو انھوں نے مستقل وطن کی حیثیت سے اختیار کر لیا۔ کچھ عرصہ تو آپؒ فقہ شافعیؒ سے منسلک رہے۔ لیکن جلد ہی تقلید کی تنگ نائیوں سے آزاد ہو کر براہِ راست قرآن و حدیث کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ اور فقہ میں اپنا ایک جداگانہ مسلک اختیار کیا، جو آپ ہی کے قوتِ فکر اور اجتہادِ عمیق کا نتیجہ تھا۔ اس سلسلہ میں آپ نے متعدد

---

[1] یہ مضمون جماعت اہلحدیث کے ہفتہ وار اخبار الاعتصام سے ماخوذ ہے۔ (مدیر)

کتابیں لکھیں۔ انہی تالیفات میں سے ایک کا نام "اختلاف الفقہاء" ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو امام ابن جریرؒ اور حنابلہ کے درمیان باعثِ نزاع بنی۔ اور اسی نزاع نے بڑھتے بڑھتے نہایت افسوسناک صورت اختیار کر لی۔

وجۂ مخالفت

نواب صدیق حسن خان صاحبؒ سلیم الخوری سے نقل فرماتے ہیں:۔

ومن تصانیفه کتاب فی اختلاف العلماء لم یذکر فیه احمد بن حنبلؒ وقال لم یکن احمد فقیها وانما کان محدثا ولذلک رموه بعد موته بالرفض۔ (یعنی ابن جریرؒ کی تصانیف میں سے ایک کتاب اختلاف علماء کے متعلق ہے، جس میں اُنھوں نے امام احمدؒ کا ذکر نہیں کیا اور فرمایا ہے کہ آپ فقیہ نہ تھے۔ صرف محدث تھے۔ اس وجہ سے حنابلہ نے آپ کی وفات کے بعد آپ کو رافضیت سے متہم کیا)۔ (التاج المکلل ص ۶۳)۔

علامہ ابن اثیرؒ نے بھی مخالفت کا یہی سبب بیان فرمایا ہے۔ رقم طراز ہیں:۔

ولذلک سبب وهو ان الطبری جمع کتاباً ذکر فیه اختلاف الفقهاء لم یصنف مثله ولم یذکر فیه احمد بن حنبل فقیل له فی ذلک۔ فقال لم یکن فقیهاً وانما کان محدثا فاشتد ذلک علی الحنابلة وکانوا لا یحصون کثرة ببغداد فشغبوا علیه وقالوا ما ارادوا (الکامل ج ۶ ص ۱۷۱)۔ (اس مخالفت کا سبب یہ ہے کہ آپ نے ایک کتاب تالیف کی جس میں فقہاء کے اختلافات کا ذکر کیا اور ایسی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔ آپ نے اس میں امام احمدؒ کا ذکر نہیں کیا۔ جب آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا۔ امام احمدؒ صرف محدث تھے، فقیہ نہیں تھے۔ حنابلہ کو اس بات سے سخت کوفت ہوئی۔ بغداد میں ان کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ وہ آپ کے سخت مخالف ہو گئے۔ جو مُنہ میں آیا کہتے چلے گئے)۔

علامہ یاقوت حمویؒ اسے قدرے تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

وقصده الحنابلة فسألوه عن احمد بن حنبل فی الجامع یوم الجمعة وعن حدیث الجلوس علی العرش فقال ابو جعفر اما احمد بن حنبل فلا یعد خلافه فقالوا له فقد ذکره العلماء فی الاختلاف فقال ما رأیته روی عنه ولا رأیت له اصحابا یعول علیهم واما حدیث الجلوس علی العرش فمحال ثم انشد۔

سبحان من لیس لہ انیس ولا لہ فی عرشہ جلیس

ایک دفعہ آپ جمعہ کے دن جامع مسجد میں تھے کہ حنابلہ آگئے اور آپ سے انہوں نے امام احمدؒ اور حدیث جلوس کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا امام احمدؒ کا اختلاف کسی شمار میں نہیں۔ انہوں نے کہا: علماء نے آپ کو اختلاف میں ذکر کیا ہے۔ تو آپ نے کہا میں نے نہیں دیکھا کہ آپ سے یہ چیز بیان کی گئی ہو اور نہ ہی میں نے آپ کے تلامذہ میں ایسے آدمی دیکھے ہیں جن کی آراء پر اعتماد کیا جا سکے۔ رہا حدیث جلوس علی العرش تو یہ محال ہے، پھر یہ شعر پڑھا ——— "پاک ہے وہ ذات جس کا کوئی انیس نہیں اور نہ ہی کوئی اس کا عرش میں ہم نشین ہے"۔ (معجم الادباء ج ۱۸ ص ۵۷)۔

آگے علامہ یاقوتؒ فرماتے ہیں کہ جب آپ نے یہ جواب دیا تو حنابلہ آپ پر ٹوٹ پڑے۔ وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ ان کے پاس ہزارہا دواتیں تھیں جو آپ پر برسانا شروع کر دیں۔ آپ بڑی مشکل سے اٹھ کر گھر تک پہنچے۔ انھوں نے آپ کے گھر پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کے دروازہ پر پتھروں کا ایک ٹیلہ سا بن گیا۔ معاملہ کی اس سنگینی کو دیکھتے ہوئے نازوک صاحب جو پولیس افسر تھے، ہزاروں فوجیوں کی معیت میں آپ کے دروازہ پر پہنچے۔ اور بڑی مشکل سے عوام پر قابو پایا۔ وہ رات تک پہرہ دیتے رہے اور انہوں نے پتھروں کے انبار کو دروازہ سے ہٹا دیا۔ ابن جریرؒ نے اپنے دروازہ پر یہ شعر لکھ رکھا تھا ؎

سبحان من لیس لہ انیس ولا لہ فی عرشہ جلیس

نازوک نے انہیں مٹا دینے کا حکم دیا۔

نواب صاحبؒ۔ ابن اثیرؒ اور یاقوت حمویؒ کی عبارات سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ابن جریرؒ اور حنابلہ کے درمیان باعثِ نزاع جو چیز تھی، وہ فقاہت امام احمدؒ تھی، جس کے ابن جریرؒ قائل نہیں۔ حق پر کون ہے؟ میں اس نزاع میں پڑ کر بحث کو طول نہیں دینا چاہتا، طالب تحقیق کے لئے ابو زہرہ نے بہت کچھ لکھ دیا ہے۔ اس لئے آپ کی تالیف حیات امام احمد طبع سلفیہ ص ۲۴۹ کو دیکھا جا سکتا ہے۔

مسئلہ جلوس علی العرش

البتہ علامہ یاقوت حمویؒ کی عبارت میں ایک چیز کسی قدر محتاجِ بیان ہے، وہ ہے مسئلہ جلوس علی العرش۔ مجھے اس مسئلہ کے متعلق کسی جگہ تفصیلی گفت گو دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے یہاں نہایت اختصار سے کچھ عرض کرتا ہوں۔

قرآن میں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو یہ ارشاد ہے:۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ مفسرین میں اختلاف ہے کہ مقام محمود سے کیا مراد ہے۔ جمہور مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد شفاعتِ کبریٰ ہے۔ جیسا کہ متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے اور یہی رائے امام ابنِ جریر طبریؒ کی ہے۔ آپ نے اس کی تائید میں متعدد روایات ذکر کی ہیں۔ لیکن امام مجاہدؒ سے ایک اور تفسیر نقل کی جاتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مقامِ محمود سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائیں گے۔ مجاہدؒ کا یہ قول بھی ابن جریرؒ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ قول کے الفاظ یہ ہیں:۔ وھو ان یقاعدہ معه علی عرشه۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپؐ کو اپنے عرش پر اپنے ساتھ بٹھائیں گے۔ (ج ۱۵ ص ۴۸)۔

اگرچہ امام ابنِ جریرؒ پہلی تفسیر کے قائل ہیں لیکن وہ امام مجاہدؒ کے قول کی تردید بھی نہیں کرتے۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ یہ قول محال نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔ وغیر محال فی قول منھا ما قال مجاھد فی ذالک۔ یعنی ان میں کسی قول کے اعتبار سے بھی مجاہدؒ کا قول محال نہیں۔ (ج ۱۵ ص ۱۰۱)۔ اور عدم محال پر باقاعدہ عقلی دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

تفسیر طبری کے دیکھنے کے بعد یاقوت حمویؒ کی حکایت کا وہ حصہ جس کا تعلق مسئلہ جلوس سے ہے مشکوک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس روایت میں واضح لکھا ہے کہ ابنِ جریرؒ کے نزدیک مسئلہ جلوس محال ہے۔ جب کہ تفسیر میں ان کا قول عدم محال کا ہے۔ رہے حنابلہ تو ابنِ جریرؒ کے زمانہ میں ان کے نزدیک اس مسئلہ کی اہمیت ایسی ہی تھی جیسی کہ مسئلہ خلقِ قرآن کی۔ سب سے پہلے جس شخص نے اس پر زور دیا وہ امام احمدؒ کے نہایت ہی قابلِ اعتماد شاگرد ابوبکر مروزی تھے۔ حنابلہ کو آپ سے انتہائی محبت اور والہانہ عقیدت تھی۔ آپ ایک دفعہ جہاد کے لئے نکلے تو عوام کا بحرِ بیکراں مشائعت کے لئے ساتھ تھا۔ آپ بار بار لوگوں کو واپسی کی تلقین کرتے، اس کے باوجود آپ بغداد سے مرسن رائی پہنچے تو پچاس ہزار انسان آپ کے ساتھ تھے۔ یہ تھے ابوبکر مروزی جنھوں نے مسئلہ جلوس پر زور دیا۔ اور عوام حنابلہ نے اسے بھی ایمان کا جزو بنالیا۔ اس پر مناظرے ہوتے اور لڑائیاں لڑی جاتیں۔

علامہ ابن کثیرؒ ۳۱۷ھ کے حوادث میں ذکر فرماتے ہیں:۔ بغداد میں ابوبکر مروزی کے ساتھیوں اور عوام کی ایک جماعت کے مابین اس آیت کی تفسیر میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حنابلہ کہتے تھے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھانا ہے۔ دوسرے کہتے تھے کہ نہیں

اس سے مراد شفاعت کبریٰ ہے۔ نوبت بایں جارسید کہ سخت لڑائی ہوئی جس میں کافی آدمی مارے گئے۔ (البدایہ جلد ۱۱ ص ۱۶۲)۔

اس واقعہ سے حنابلہ عوام کے جاہلانہ تعصب کا پتہ چلتا ہے جس سے یاقوت حمویؒ کی بیان کردہ حکایت کی تائید ہوتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابن جریرؒ نے تفسیر کے بعد اپنا نظریہ بدل لیا تھا تو واقعہ کی صحت میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ جب کہ ہم زمانہ بھی متعین کر سکتے ہیں۔ آپ نے تفسیر ۲۹۰ھ تک مکمل کر لی تھی۔ اس وقت تک ممکن ہے کہ آپ کی یہی رائے ہو کہ جلوس علی العرش محال نہیں۔ لیکن بعد میں اس کے محال ہونے کے قائل ہو گئے ہوں۔ کیونکہ حنابلہ نے آپ پر جو بڑا حملہ کیا تھا، اس کا زمانہ ۳۱۰ھ ہے۔ کیونکہ اس ہنگامے میں جس پولیس افسر کا ذکر ملتا ہے، یعنی نازوک اس کا تقرر اسی سال عمل میں آیا تھا۔ جب کہ ابن جریرؒ کا سنہ وفات بھی یہی ہے۔ اس لئے اس ہنگامہ کا تعین یقینی ہے۔

ملا علی قاریؒ نے بھی موضوعات کے مقدمہ میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے علامہ یاقوتؒ کی تائید ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ابن جریرؒ کو یہ خبر ملی کہ کسی مسجد میں ایک واعظ بیان کر رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عرش پر بٹھائیں گے تو ابن جریرؒ نے اس کا انکار کرتے ہوئے اپنے دروازہ پہ لکھ دیا:

سبحان من لیس لہ انیس — ولا لہ فی عرشہ جلیس

بہرحال اگر یہ روایت درست ہو تو حنابلہ کی ابن جریرؒ پہ ناراضگی کا سبب بڑی آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے جب کہ پہلا سبب بھی حنابلہ کے نزدیک کوئی معمولی نوعیت کا نہیں۔ بھلا جس شخص کی وہ تقلید کرتے تھے اس کے متعلق غیر فقیہ ہونے کا فتویٰ وہ کب برداشت کر سکتے تھے۔ اور جس مسئلہ پہ وہ لڑنا جہاد کہتے تھے، اس پر اپنے مخالفین کو وہ کیسے معاف کر سکتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے ابن جریرؒ کو ایذا دینے کی ہر طرح کوشش کی۔ کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ بر سر منبر اُن پر سنگ باری کی۔ دروازہ پہ پتھراؤ کیا۔ اسی پہ ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ باہر سے آنے والے شائقین علوم دینیہ کو آپ کی ملاقات سے روکا جاتا۔ آپ کا گھر سے نکلنا تک محال ہو گیا۔

خطیب بغدادی جہال حنابلہ کی اس افسوس ناک روش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، حسین بن علی تمیمی فرماتے ہیں کہ جب میں بغداد سے واپس نیشاپور آیا تو امام ابن خزیمہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم نے وہاں کن حضرات سے استفادہ کیا ہے۔ میں نے اپنے اساتذہ کی فہرست عرض کی۔ فرمانے

لگے کچھ ابنِ جریر سے بھی سُنا۔ میں نے نفی میں جواب دیا اور عرض کیا کہ حنبلی لوگ ان کے پاس کسی کو نہیں جانے دیتے۔ آپ نے فرمایا اگر تو ابنِ جریر سے کچھ حاصل کرتا تو اس تمام علم سے زیادہ مفید ہوتا جو تو نے دوسرے لوگوں سے حاصل کیا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۶۴)۔

ابنِ اثیرؒ نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے اور اس سے ملتی جلتی ایک اور روایت بھی نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں:۔ ابنِ خزیمہ نے جواب میں فرمایا:۔ بئس ما فعلت یعنی ابنِ جریر سے نہ سننے میں تو نے بہت بُرا کیا ہے اور اسی طرح بعض روایات میں ہے ھو لا یظھر کہ آپ گھر سے نہیں نکلتے۔ اور یہی امام خزیمہ ہیں جنہوں نے ابنِ جریر کے متعلق فرمایا:۔ ما اعلم علی ادیم الارض اعلم من ابن جریر ولقد ظلمته الحنابلة۔ میں نہیں جانتا کہ روئے زمین پر کوئی شخص ابنِ جریر سے بڑھ کر عالم ہو۔ حنابلہ نے آپ پر بہت ظلم کیا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۶۴)۔

علی ھذا القیاس حنابلہ نے آپ کو ہر طرح سے پریشان کیا۔ اور آپ کی تذلیل و تضحیک کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ لیکن آپ نے پورے صبر و تحمل اور کامل ضبط سے تمام حالات کا مقابلہ کیا۔ علامہ ابو محمد فرغانی آپ کے اسی عزم و استقامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وکان ابو جعفر ممن لا یاخذہ فی اللہ لومة لائم ولا یعدل فی علمه وتبیانه عن حق یلزمه لربه وللمسلمین الی باطل لرغبة ولا رھبة مع عظیم ما کان یلحقه من الاذیٰ والشناعات من جاھل وحاسد وملحد۔ یعنی امام ابنِ جریرؒ ان اولوالعزم ہستیوں میں سے تھے جو راہِ خدا میں کسی قسم کی طعن و ملامت کی پروا نہیں کرتے۔ آپ کو بڑے سے بڑا لالچ یا کسی قسم کا خوف حق گوئی سے نہیں روک سکتا تھا۔ حالانکہ آپ کو جاہل و حاسد اور بے دین قسم کے لوگوں سے بڑی بڑی تکالیف اور نازیبا حرکات کا سامنا کرنا پڑتا۔ (کامل ابنِ اثیر ج ۶ ص ۱۷۱)۔

جب ان جہال کا ہر حملہ دیوارِ استقامت سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ تو اُنہوں نے اپنی ان ذلیل کوششوں کو بروئے کار لانے کے لئے حکومتِ وقت کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے ہوئے ابنِ جریرؒ کے خلاف معاونت کی بھیک مانگی۔ اور آپ پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ اور ایسے مسائل آپ کی طرف منسوب کئے جن کا تعلق روافض اور بعض دوسرے بے دین گروہوں سے تھا۔ اور ان اتہامات کا مقصد محض حکومت کو آپ کے خلاف مشتعل کرنا تھا۔